چند زریں نصائح

- آرام سے بیٹھے رہنے اور اعتراض کرنے سے قومیں ترقی نہیں کرتیں
- ہمیں ایسے نوجوانوں کی ضرورت ہے جو دنیا میں اپنے اصول کی خوبیاں ثابت کریں
- جب کسی کو اعلیٰ ملازمت ملتی ہے تو اس میں ایک قسم کا کبر پیدا ہو جاتا ہے- مگر ایک احمدی کو ایسا نہیں ہونا چاہئے
- احمدیت کا کام ساری دنیا میں انصاف قائم کرنا ہے
- ایک احمدی دوسرے احمدی کا روحانی رشتہ دار ہے

(تقریر فرمودہ ۱۱- نومبر ۱۹۳۸ء)

۱۱نومبر ۱۹۳۸ء جامعہ احمدیہ مدرسہ احمدیہ اور تعلیم الاسلام ہائی سکول کے اساتذہ اور طلباء کی طرف سے مدرسہ احمدیہ کے صحن میں حضرت مولوی شیر علی صاحب' حضرت مولوی عبدالرحیم صاحب درد' حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب' محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب اور محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کی ولایت سے کامیاب مراجعت کی خوشی میں ایک دعوت چائے دی گئی تھی۔ جس میں سیدنا حضرت خلیفة المسیح الثانی نے بھی شمولیت فرمائی۔ ایڈریس اور جواب ایڈریس کے بعد حضرت خلیفة المسیح الثانی نے ایک مبسوط تقریر فرمائی۔ جس میں حضور نے مبلغین سلسلہ کے متعلق جماعت پر جو فرائض عائد ہوتے ہیں ان کی طرف دوستوں کو توجہ دلائی اور بالآخر حضور نے اپنے بچوں کو نہایت قیمتی نصائح فرمائیں۔

"میں اپنی جماعت کے نوجوانوں کو خصوصاً اور دوسرے احباب کو عموماً یہ نصیحت کرتا ہوں کہ ملک اور قوم کے قانونی وجود کو سمجھیں۔ آرام سے بیٹھے رہنے اور اعتراض کرنے سے قومیں ترقی نہیں کرتیں۔ نادان لوگ اعتراض کرتے ہیں اور مبلغین کی قربانیوں کی قدر نہیں کرتے۔ ان کے نزدیک گویا یہ لوگ ان کے باپ دادوں کا قرضہ اتار رہے ہیں۔ وہ اپنی نادانی سے یہ نہیں سمجھتے کہ یہ لوگ ہمارا ہی کام کر رہے ہیں۔ ایسے لوگوں کی مثال اس عورت کی سی ہے جو ایک اور عورت کے گھر آٹا پیسنے کے لئے گئی۔ اس نے اس سے چکی مانگی۔ گھر کی مالکہ نے اسے چکی دے دی۔ تھوڑی دیر کے بعد اس کے دل میں خیال آیا کہ یہ رات آٹا پیستے پیستے تھک گئی ہو گی اور اس کی مدد کروں۔ چنانچہ اس نے اسے کہا کہ بہن تم تھک گئی ہو گی تم ذرا آرام کر لو میں تمہاری جگہ چکی پیستی ہوں۔ وہ عورت چکی پر سے اٹھ بیٹھی اور اِدھر اُدھر پھرتی رہی۔ اچانک اس کی نظر ایک رومال پر جا پڑی' جس میں روٹیاں تھیں۔ اس نے وہ رومال کھولا اور گھر کی مالکہ کو کہا' بہن تو میرا کام کرتی ہے تو میں تیرا کام کرتی ہوں اور یہ کہہ کر اس نے روٹی کھانی شروع کر دی۔ تو بعض لوگ اس قسم کی روح ظاہر کرتے ہیں۔ بجائے اس کے کہ وہ مبلغ کا شکریہ ادا کریں اور اس کی قربانیوں کی قدر کریں وہ ان پر اعتراض کرنے لگ جاتے ہیں۔ گویا وہ مبلغ ان کے باپ دادے کا قرض دار تھا اور اب وہ قرضہ ادا کر رہا ہے اور اگر اس نے قرضہ کی ادائیگی میں ذرا بھی سستی دکھائی تو اس کے گلے میں پٹہ ڈال کر وصول کر لیا جائے گا۔ اس قسم کے اعتراضات کرنے والے بڑے بے شرم ہیں وہ یہ دیکھتے ہی نہیں کہ یہ ہمارا حق ادا کر رہا ہے اور جس کام کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے ہم پر رکھی ہے اسے یہ سرانجام دے رہا ہے۔ وہ اپنے گھروں میں آرام سے بیٹھے ہوتے ہیں اور اعتراض کرنا شروع کر دیتے ہیں ایسے لوگ قومی شخصیت کی حقیقت کو نہیں سمجھتے صرف فردی شخصیت کو سمجھتے ہیں۔ پس ہماری جماعت کے ان لوگوں کو اپنی اصلاح کرنی چاہئے اور اس کی اصل حقیقت سے واقف ہونا چاہئے۔

ان ایڈریسوں میں ہمارے بچوں کے آنے کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ جسمانی طور پر بچوں کا آنا بے شک خوشی کا

موجب ہوتا ہے اور اس حقیقت سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا- میں غلط بیانی کروں گا اگر کہوں کہ مجھے ان بچوں کے آنے کی خوشی نہیں ہوئی- دنیا میں کوئی شخص بھی ایسا نہیں جو ایسے موقع پر خوش نہ ہو- باپ یا بھائی یا بیٹے کے آنے کے علاوہ کسی کا کوئی دوست بھی آئے تو میں نہیں کہہ سکتا کہ اس کے دل میں خوشی کے جذبات پیدا نہ ہوں- لیکن جس غرض کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں کھڑا کیا ہے اس نے ہم میں ایسا ماحول پیدا کر دیا ہے کہ صرف جسمانی قرب ہمارے دلوں میں حقیقی راحت پیدا نہیں کر سکتا- بے شک ایسے مواقع پر انسان کو خوشی ہوتی ہے اور بہت سا اطمینان بھی انسان حاصل کر لیتا ہے لیکن پھر بھی درمیان میں ایک پردہ حائل ہوتا ہے جو بعض دفعہ ہمارے قرب کو بُعد میں تبدیل کر دیتا ہے- پس حقیقی خوشی ہمیں اس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک کہ اس پردہ کو بھی دور نہ کیا جائے- اس ایڈریس میں مظفر احمد سلمہ ربہ کی آمد اور اس کی کامیابی کا بھی ذکر کیا گیا ہے- میں اس موقعہ پر انہیں ان کے ہی ایک قول کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں جو انہوں نے کچھ عرصہ پہلے کہا تھا- پہلے وہ زبانی تھا اور اب اس پر عمل کرنے کا وقت آ گیا ہے- مظفر احمد جب آئی- سی- ایس میں کامیاب ہوئے اور انہوں نے یہ محسوس کیا کہ نوکری انہیں پسند نہیں تو انہوں نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ وہ استعفے دینے کے لئے تیار ہیں- مگر انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ اسلامی تعلیم یہ نہیں کہ ہم دنیا کو چھوڑ کر بزدلی سے ایک طرف ہو جائیں- ہم دنیا میں جس غرض کے لئے کھڑے ہوئے ہیں اس کے لئے بحیثیت جماعت ہم پر فرض ہے کہ ہم دنیوی طور پر بھی سلسلہ کے اصولوں کی خوبیاں ثابت کریں اور اگر ہم دنیا کو چھوڑ کر الگ ہو جائیں تو پھر ہم اپنے اصولوں کی خوبیاں ثابت نہیں کر سکتے- پس ہمیں ایسے نوجوانوں کی ضرورت ہے جو اس رنگ میں بھی دنیا میں اپنے اصول کی خوبیاں ثابت کریں- ملازمت کرنا کوئی معیوب امر نہیں بلکہ اگر کوئی شخص بلا وجہ ملازمت کو ترک کر دیتا ہے تو ایسے آدمی کی قربانی کوئی بڑی قربانی نہیں کہلا سکتی- البتہ وہ شخص جسے سچ بولنے کی عادت ہو اور اس کا طریق کار انصاف پر مبنی ہو- اگر اس سے ظلم کروانے اور جھوٹ بلوانے کی کوشش کی جائے اور ایسا شخص نوکری چھوڑ دے تو اس کی قربانی حقیقی قربانی ہوگی کیونکہ اس نے تقویٰ کو مدنظر رکھتے ہوئے ملازمت کو ترک کیا ہے-

ایک اور بات یہ بھی مدنظر رکھنی چاہئے کہ جب کسی کو کوئی اعلیٰ ملازمت ملتی ہے تو اس میں ایک قسم کا کبر پیدا ہو جاتا ہے- مگر ایک احمدی کو ایسا نہیں ہونا چاہئے- ہماری جماعت میں کمزور لوگ بھی ہیں اور غریب بھی ہیں- ترقی ملنے سے بعض لوگوں میں کبر اور غرور پیدا ہو جاتا ہے اور وہ غریبوں سے ملنا عار سمجھنے لگ جاتے ہیں- ایسے لوگ درحقیقت انسانیت سے بھی جاتے رہتے ہیں- پس پہلی ذمہ داری جو ان پر عائد ہوتی ہے وہ احمدیت کی ہے- احمدیت کا کام ساری دنیا میں انصاف قائم کرنا ہے اور پھر ایک احمدی دوسرے احمدی کا روحانی رشتہ دار ہے- اس لئے ہر احمدی سے محبت اور خوش خلقی سے پیش آنا چاہئے- تم جب ایک احمدی سے ملو تو تمہیں ایسی ہی خوشی حاصل ہو جیسے اپنے

بھائی سے ملتے وقت ہوتی ہے۔

لیکن چونکہ بعض ادنیٰ درجہ کے لوگ اخلاقِ فاضلہ کو چھوڑ کر ناجائز فائدہ کے حصول کی بھی کوشش کیا کرتے ہیں اس لئے میری نصیحت یہ ہے کہ ایسے مواقع پر ہمیشہ اپنی ذمہ داری کو ملحوظ رکھو اور انصاف سے کام لو اور ایسی سفارشوں سے اپنے کانوں کو بہرا رکھو۔ایک اور بات ان کو یہ یاد رکھنی چاہئے کہ ہر قوم اپنے ماحول میں ترقی کرتی ہے' دوسروں کے ماحول میں ترقی نہیں کر سکتی۔جو شخص دوسروں کے ماحول کو لے کر ترقی کرتا ہے وہ ذلیل ہو جاتا ہے۔حال ہی میں مسلمانوں کا ایک بہت بڑا آدمی چل بسا ہے یعنی کمال اتاترک۔اس شخص نے اپنے وطن اور قوم کے لئے بڑی خدمات کی تھیں۔کوئی آدمی بھی ایسا نہیں جو اس کی قربانیوں کو عظمت اور احترام کی نگاہ سے نہ دیکھتا ہو مگر ایک خطرناک غلطی اس سے یہ ہوئی کہ اس نے اپنی قوم میں مغربیت کا اثر قائم کر دیا۔اس میں کوئی شک نہیں کہ اس نے ترکوں کو جسمانی آزادی دلا دی مگر ساتھ ہمیشہ کے لئے ترکوں کو ذہنی غلام بھی بنا دیا۔ہمیں یہ طریق اختیار نہیں کرنا چاہئے۔ہم جن مقاصد کو لے کر کھڑے ہوئے ہیں ان میں سے ایک مقصد مغربی تمدن کو کچلنا بھی ہے۔مغربی تمدن اس وقت دنیا کو تباہی کی طرف لے جا رہا ہے۔ہمیں اس سے کسی صورت میں بھی متاثر نہیں ہونا چاہئے"۔

(الفضل ۱۸ اپریل ۱۹۶۱ء)